خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ

خطبہ جمعہ فروری ۱۴، ۲۰۲۰

إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ۖ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ. "جب کافروں نے انہیں (وطنِ مکہ سے) نکال دیا تھا درآنحالیکہ وہ دو (ہجرت کرنے والوں) میں سے دوسرے تھے جبکہ دونوں (رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابو بکر صدیقؓ) سے فرما رہے تھے: غمزدہ نہ ہو بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ نے ان پر اپنی تسکین نازل فرما دی"۔ (سورہ توبہ: ۴۰)

آپ کا نام عبداللہ لقب صدیق اور ابو بکر آپ کی کنیت ہے۔ آپ کے والد کا نام ابو قحافہ اور آپ کی والدہ کا نام ام الخیر سلمٰی ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 2 سال چھوٹے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ کے فضائل اور کمالات جملہ انبیاء کرام کے بعد تمام اگلے اور پچھلے انسانوں میں سب سے اعلیٰ ہیں۔

'بعد از انبیاء بزرگ توئی قصہ مختصر'

اہل سنت (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) کے عقائد میں خلفائے راشدین کی فضیلت کی وہی ترتیب ہے جو ترتیب خلافت کی ہے۔

www.islamicfina.com

آپ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ زمانہ جاہلیت میں بھی قوم میں معزز تھے۔ آپ نے زمانہ جاہلیت میں نہ کبھی بُت پرستی کی اور نہ ہی کبھی شراب پی۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ تمام اسلامی جہادوں میں شامل رہے اور زندگی کے ہر موڑ پر آپ شہنشاہ کونین ﷺ کے وزیر اور مشیر بن کر آپ کے رفیق و جان نثار رہے۔ ہجرت کے موقع پر آپ حضور ﷺ کے رفیق سفر اور یارِ غار بھی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی شانِ اقدس میں قرآنی آیات بھی نازل ہوئی ہیں۔ آپ کا ایمان تمام صحابہ میں سب سے کامل تھا۔ آپ کو بچپن ہی سے بُت پرستی سے نفرت تھی۔

آپ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے والد ابو قحافہ (جو بعد میں اسلام لے آئے تھے) آپ کو بُت خانے لے گئے ۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے زور سے اسے پتھر مارا اور وہ بُت اوندھے منہ نیچے آ گرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کی والدہ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ اپنے شوہر سے کہا اس بچے کو کچھ نہ کہو کیونکہ جس رات یہ بچہ ہوا اس وقت میرے پاس کوئی بھی موجود نہ تھا۔ میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سچی بندی! تجھے خوشخبری ہو یہ بچہ عتیق ہے، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد ﷺ کا صاحب اور رفیق ہے۔'' یہ روایت سیدنا صدیق اکبرؓ نے خود مجلس اقدس میں بیان کی۔ جب یہ بیان کر چکے، حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی ''صَدَقَ اَبُوبَکْرٍ وَّھُوَ الصِّدِّیْقُ یعنی ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔'' اور تین بار یہی الفاظ دہرائے۔ (ارشاد الساری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام ابی بکر، ج۸، ص۳۷۱، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص۶۰ تا ۶۱ بتصرف)۔

فضائل: ایک مرتبہ حضرت عمُر فاروق ؓ نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اُمت میں سب سے افضل ہیں۔۔۔ حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں اس اُمت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر اور عمُرؓ ہیں۔(تاریخ الخلفاء)۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ حضور اکرم ﷺ سے بے انتہا محبت فرماتے تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے۔(تاریخ الخلفاء صفحہ 25)۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ قیامت کے دن تین کُرسیاں خالص سونے کی بنا کر رکھی جائیں گی اور ان کی شعاعوں سے لوگوں کی نگاہیں چندھیا جائیں گی۔ ایک کرسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جلوہ فرما ہوں گے دوسری میں بیٹھوں گا اور ایک خالی رہے گی۔ ابو بکرؓ کو لایا جائے گا اور اس پر بٹھائیں گے۔ ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا کہ "آج صدیق اللہ کے حبیب اور خلیل کے ساتھ بیٹھا ہے۔" (شرف النبی امام ابو سعید نیشاپوری صفحہ 279)۔ سنن ابو داؤد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابو بکر! سن لو میری اُمت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے۔

absiddique111@gmail.com

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے بھی میرے ساتھ احسان کیا تھا میں نے ہر ایک کا احسان اتار دیا علاوہ ابوبکر کے۔انہوں نے میرے ساتھ ایسا احسان کیا ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن ان کو اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا۔

حضرت اسد بن زرارہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔آپ ﷺ نے توجہ فرمائی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نہ دیکھا تو آپ ﷺ نے پکارا : ابوبکر! ابوبکر! روح القدس جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ میری اُمت میں سے میرے بعد سب سے بہتر ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ “(طبرانی، معجم الاوسط، 292/6، رقم : 6448)۔

بارگاہ رسالت ﷺ میں مقام: ”حضرت عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے جنگِ ذاتِ السلاسل کا امیرِ لشکر بنا کر روانہ فرمایا جب میں واپس آیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: (یارسول اللہ!) عورتوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کے ساتھ۔ میں نے پھر عرض کیا: مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس کے والد (ابوبکرؓ) کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا: پھر اُن کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا: عمر بن خطاب کے ساتھ۔اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے بعد چند دوسرے حضرات کے نام لئے“(بخاری، الصحیح، کتاب : فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: من فضائل أبي بکر الصدیق، 1339/3، الرقم: 3462)

www.islamicfina.com

اسلام پر مال قربان: ----- میں ان کے لئے اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں-----(ترمذی، السنن، کتاب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب فی مناقب ابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما کلیھما، 6 : 614، رقم:3675)

حضور ﷺ سے تعلق اور محبت:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبئ کریم ﷺ کے مابین ایسی گہری دوستی تھی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر روزانہ تشریف لاتے تھے، چنانچہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا جس کی صبح و شام رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔(صحیح البخاری، کتاب الصلوۃ، باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، الحدیث : ۴۷۶، ج۱، ص۱۸۰)صاحب تفسیر روح المعانی بیہقی و ابن عساکر کے حوالے سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ دوران سفر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑ کر کبھی حضور اکرم ﷺ کے آگے آجاتے ہیں، کبھی پیچھے چلے جاتے ہیں، کبھی دائیں طرف ہو جاتے اور کبھی بائیں طرف۔ حضور اکرم ﷺ سے نے پوچھا: ''اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تیری یہ چال کیسی ہے؟ یہ چلنے کے انداز کیسے ہیں؟ آپ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب خیال آتا ہے کہ دشمن کہیں کمین گاہوں میں گھاٹ لگا کر نہ بیٹھا ہو تو دوڑ کر آپ کے آگے چلا جاتا ہوں، پھر خیال آتا ہے دشمن آپکی تلاش و جستجو میں پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائے تو دوڑ کر پیچھے آجاتا ہوں، اس خیال سے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلا جاتا ہوں۔ آپکی ذات کے حوالے سے دشمن کی طرف سے میں بہت فکر مند ہوں۔''

سیدنا صدیق اکبرؓ کا خلیفہ منتخب ہونا۔۔۔۔۔ مختصر پس منظر۔۔۔۔ حضرت علیؓ کا توقف کے بعد بیعت کرنا۔۔۔۔

خلافت صدیق اکبرؓ کو درپیش چیلنجز:

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد نفاق نے اپنی گردن اٹھائی۔ بعض قبائل عرب مرتد ہوگئے، انصار نے اپنے مراکز کو چھوڑ دیا، ان حالات میں اگر مضبوط پہاڑ بھی میرے والد گرامی پر گر پڑتے تو آپ انہیں ریزہ ریزہ کر دیتے۔ اگر مسلمان کسی نقطے پر اختلاف کرتے تو میرے والد گرامی اپنی فیصلہ شناس نگاہ کی بدولت اس کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ فرمادیتے۔(کنزالعمال، فضل الصدیق، رقم:35595)۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد جو بغاوت پھوٹ پڑی تھی اور اس کے جو متوقع نتائج سامنے آنے والے تھے حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ اس سے بخوبی آگاہ تھے۔ خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد آپ کے سامنے تین طرح کے مسائل آئے: لشکر اسامہ بن زید کی روانگی، فتنہ ارتداد کی سرکوبی، اسلامی سرحدوں کی حفاظت کے لئے اقدامات۔ سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ مختلف قسم کے پیدا ہونے والے فتنوں کو پہلے ختم کرنے کی کوشش کی جائے یا اسلامی سلطنت کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا اسامہ بن زید ﷺ کی معیت میں جو لشکر روانہ فرمایا تھا اسے دوبارہ بھیج دیا جائے۔ واقعی یہ ایک نہایت ہی نازک وقت تھا کہ ہر طرف سروں پر خطرات منڈلا رہے تھے۔ ایسے وقت میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ﷺ نے بہت غور و خوض کے بعد لشکر اسامہ بن زید کی روانگی کا حکم جاری فرمایا۔

"بلقآء" کے قریب ملک شام میں واقع "اُبنی" میں مقیم لوگوں کی جانب حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؓ کی قیادت میں لشکر تیار کیا گیا۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ کا سب سے آخری سریہ تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ملک شام پر قابض رومیوں کے مقابلہ کے لئے جنگ کی تیاری کا حکم فرمایا اور حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؓ کو حکم دیا کہ اگلے ہی روز وہ اس مہم پر روانہ ہو جائیں۔ پھر ﷺ نے خود انہیں رخصت فرمایا۔ حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؓ نے مدینہ منورہ سے ایک فرسخ (تین میل) کے فاصلے پر مقام جرف میں پڑاؤ ڈالا تا کہ لشکر وہاں اکٹھا ہو سکے۔ اس لشکر میں کبار صحابہ کرامؓ بھی شامل تھے۔ اس دوران مدینہ منورہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی طبیعت مقدسہ زیادہ خراب ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کی شدت مرض کے بارے میں سنا تو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق، حضرت سیدنا عمر فاروقؓ، حضرت سیدنا عثمان غنیؓ، حضرت سیدنا ابو عبیدہ بن جراحؓ اور دیگر چند صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت سیدنا اسامہ بن زیدؓ مہم پر روانگی کی تیاری فرما رہے تھے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کی خبر پہنچی اس پر آپؓ اپنے لشکر سمیت مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ خلیفہ رسول منتخب ہوئے تو امور خلافت سنبھالنے کے بعد پہلا حکم آپؓ نے لشکر اسامہ کی روانگی کا دیا کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں اس کا بڑا اہتمام فرمایا تھا۔

www.islamicfina.com

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ کے گرد خطرناک ماحول پیدا ہو چکا تھا۔ مختلف قبائل مرتد ہو چکے تھے۔ کوئی زکواۃ کا انکار کر رہا تھ تو کوئی نبوت کا داعی بن کر اٹھا۔ مختلف قبائل سے متعلق یہ خبر بھی گردش کرنے لگی کہ وہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ان حالات میں صحابہ کرامؓ کو تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے مشورہ دیا کہ امیر المومنین لشکر اسامہ کی روانگی کا حکم واپس لیں اور یہ مہم مؤخر کردیں۔ اگر مسلمانوں کا لشکر چلا گیا تو مدینہ منورہ خالی رہ جائے گا اور دشمن چڑھ دوڑے گا۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیقؓ نہ مانے اور لشکر بھیجنے کے فیصلے پر قائم رہے۔ صحابہ کرام نے بالآخر حضرت عمر فاروقؓ کو درخواست کی وہ جاکر خلیفہ سے بات کریں اور انہیں قائل کریں۔انصار سے تعلق رکھنے والے ان صحابہ کرامؓ نے بھی،جو اسامہؓ کے لشکر میں شامل تھے،عمرؓ سے کہا،کہ آپ خلیفہ رسول ابوبکرؓ کے پاس جایئے اور ان کی خدمت میں ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچایئے،کہ وہ ہمارے اس لشکر کا امیر کسی ایسے شخص کو مقرر فرمائیں،جو اسامہ سے زیادہ عمر کا ہواور تجربہ کار ہو۔اسامہ ابھی نوجوان ہےاور کم عمر ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے بات کی جس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے: ”اگر جنگل کے کتے اور بھیڑیے مجھے اٹھا کر لے جائیں،تو بھی میں وہ کام کرنے سے نہیں رکوں گا،جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا تھا۔میں حضور ﷺ کے فیصلے کی ہرگز مخالفت نہیں کروں گا،اگرچہ ان بستیوں میں میرے سوا کوئی جان باقی نہ رہے۔“

یہ قطعی جواب سن کر حضرت عمرؓ نے انصار کا نقطۂ نگاہ پیش کیا،کہ ”اس لشکر کی روانگی اگر ضروری ہے،تو اس کا عہدۂ امارت کسی ایسے شخص کے سپرد کیا جائے،جو سن وسال کے اعتبار سے اسامہ سے بڑا ہو۔“حضرت عمرؓ کے یہ دونوں پیغام پہنچاتے وقت امیرالمومنین حضرت ابو بکرؓ بیٹھے تھے۔دوسرا پیغام سنتے ہی وہ جگہ سے اٹھے اور کھڑے ہوکر غصے کی حالت میں عمرؓ کی داڑھی پکڑ کر فرمایا: ”اے عمر!تیری ماں تجھے گم پائے۔اسامہ کو اس امارت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے اور تم مجھے حکم دیتے ہو،کہ میں اسے منصب سے الگ کردوں۔“ ابو بکر کا یہ دو ٹوک جواب سن کر حضرت عمرؓ لوگوں کے پاس آئے۔لوگوں نے بے تابی سے پوچھا:”کیا جواب لائے؟“ فرمایا:”چلے جاؤ میرے سامنے سے۔تمھاری مائیں تمھیں گم پائیں،مجھے تمھاری وجہ سے خلیفۂ رسول ﷺ کی جھڑکیاں کھانا پڑیں۔“

ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لشکر کو الوداع کرنے کے لیے نکلنا: بعد ازاں حضرت ابو بکرؓ لشکر میں تشریف لائے،فوجیوں کو اپنے سامنے روانہ کیا اور انھیں الوداع کہنے کے لیے کچھ دور ان کے ساتھ گئے۔اس وقت ابو بکرؓ پیدل چل رہے تھے اور ان کی سواری کی لگام عبد الرحمن بن عوفؓ نے پکڑی ہوئی تھی،جب کہ اسامہ سوار تھے۔اسامہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: ”اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! یا تو آپ سوار ہوجائیں یا میں سوای سے اتر کر پیدل چلوں گا۔“ انھوں نے فرمایا:

”نہ تم سواری سے اترو گے اور نہ میں سوار ہوں گا۔میرا اس بات میں کیا نقصان ہے،کہ تھوڑی دور اللہ کی راہ میں پیدل چل کر اپنے قدم غبار آلود کرلوں۔غازی کے نامۂ اعمال میں ہر قدم کے بدلے میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں،اس کے سات سو درجے بلند کیے جاتے ہیں اور سات سو گناہ دور کیے جاتے ۔“(تاریخ الطبري ۲۲۶/۳۔الکامل ۲۲۶/۲)

چنانچہ حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ یکم ربیع الثانی کو جرف کے مقام سے اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے۔ لشکر "ابنٰی" کے مقام پر پہنچا اور مشرکین سے زبردست جنگ کے بعد کامیاب و کامران ہوا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس مہم میں مسلمانوں کا کوئی بھی جانی نقصان نہ ہوا، سارا لشکر صحیح سلامت مال غنیمت سمیت واپس مدینہ منورہ آگیا۔ اس جنگ کے وقت حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم کو بعض جدید مؤرخین زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔۔۔ یہ مہم دولت اسلامیہ کی سیاست عامہ کا عنوان و دیباچہ ہے اور اس کو اس دور کی سیاسیات میں اتنا ہی بلند مقام حاصل ہے جتنا اونچا مرتبہ کسی بھی دور کی سیاسی پالیسی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلی اطاعت اس مہم کا بنیادی راز ہے۔

ہرقل کو نبی کریم ﷺ کی وفات اور اس کی سرزمین پر اسامہ رضی اللہ عنہ کے حملے کی اطلاع، دونوں باتیں ایک ہی وقت میں پہنچی تھیں۔ یہ سن کر رومیوں نے تعجب و حیرانی سے کہا، کہ یہ کیسے لوگ ہیں، جن کا سربراہ وفات پا گیا ہے اور اس کے باوجود یہ ہماری سرزمین پر حملہ آور ہوگئے ہیں۔ قبائل عرب پکار اٹھے: "اگر یہ طاقت ور نہ ہوتے، تو فوج نہ بھیجتے۔ اتنی بڑی فوج ان کے طاقت ور ہونے کی دلیل ہے۔" اس طرح وہ ان بہت سی کارروائیوں سے رک گئے جو وہ مسلمانوں کے خلاف کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔۔" (تاریخ الطبري ۲۲۶/۳۔ الکامل ۲۲۶/۲)

فتنہ انکار زکواۃ اور کذاب مدعیان نبوت

بنی حنیفہ میں مسیلمہ اور بنی اسد میں طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کر کے ہزاروں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ": اسد اور غطفان کے حلیف قبیلوں کا نبی ہمیں قریش کے نبی سے زیادہ محبوب ہے، کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وفات پا چکے ہیں اور طلیحہ زندہ ہے۔"۔ جب ان بغاوتوں کی خبر حضرت ابو بکرؓ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک ان علاقوں کے عمال اور امراء کی طرف سے تمام واقعات کی مکمل رپورٹیں موصول نہ ہو جائیں۔ زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ امراء کی طرف سے دھڑا دھڑ رپورٹیں پہنچنے لگیں۔ ان رپورٹوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ باغیوں کے ہاتھوں نہ صرف سلطنت کا امن خطرے میں ہے بلکہ ان لوگوں کی جانوں کو بھی سخت خطرہ ہے، جنہوں نے ارتداد کی رو میں باغیوں کا ساتھ نہیں دیا اور بدستور اسلام پر قائم ہیں۔ اب حضرت ابو بکرؓ کے لیے پوری قوت سے بغاوتوں کا مقابلہ کرنے اور باغیوں کو ہر قیمت پر زیر کر کے صورتحال کو قابو میں لانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

اس ہمہ گیر شورش کے نتیجے میں بعض قبائل نے نو کلیۃ اسلام سے انحراف اختیار کر لیا تھا لیکن بعض قبائل اسلام پر تو قائم تھے البتہ زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ موخر الذکر گروہ میں سے بھی بعض لوگ تو ایسے تھے جو دل و جان سے مال و دولت پر فریفتہ تھے، اور اللہ کے راستے میں مالی قربانی کرنا ان کے لیے بے حد دشوار تھا۔ لیکن بعض لوگ اسے تاوان کہتے تھے اور ان کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اہل مدینہ کے مقرر کردہ امیر کو ان سے زکوۃ یا بہ الفاظ دیگر تاوان کے مطالبے کا کوئی اختیار نہ تھا۔

حضرت ابو بکرؓ نے کبار صحابہ کو جمع کر کے ان سے منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ بن خطاب اور بیشتر مسلمانوں کی یہ رائے تھی کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے لوگوں سے ہر گز نہ لڑنا چاہیے بلکہ انہیں ساتھ ملا کر مرتدین کے خلاف مصروف پیکار ہونا چاہیے۔ بعض لوگ اس رائے کے مخالف بھی تھے۔ لیکن ان کی تعداد بہت تھوڑی تھی۔"حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیش نظر سورۃ توبہ کی آیت تھی "فان تابوا و اقاموا الصلواہ وآتوا الز کواہ فاخوانکم فی الدین" کہ اگر وہ تائب ہو جائیں، نماز ادا کریں اور زکوۃ دیں تو انکا راستہ چھوڑ دو۔اس لئے انہوں نے کہا کہ جو نماز اور زکوہ کو الگ الگ کرے گا اس سے جہاد کروں گا۔

منکرین زکوۃ کے کفر کے بارے میں رائے یہ ہے کہ یا تو ان لوگوں کے بارے میں لفظ " کفر" (وہ کافر ہو گئے) حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے، کیونکہ زکوۃ کی فرضیت قطعی ہے اور فرضیت زکوۃ سے انکار کفر ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا لٰہذا ان کے اس سخت جرم پر کفر کا اطلاق کیا گیا۔

حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے : یہ جواب سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ نے منکرین زکٰوۃ سے جنگ کرنے کے لیے ابوبکرؓ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور حق وہی ہے جو ابوبکرؓ کہتے ہیں۔ اس واقعے سے ملتا جلتا ایک و اقعہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آیا تھا۔طائف سے قبیلہ ثقیف کا وفد آپ کی خدمت میں قبول اسلام کی غرض سے حاضر ہوا لیکن ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی کہ انہیں نماز معاف کر دی جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: " اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔"حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا اپنا فرض اولین خیال کرتے تھے، انھوں نے بھی یہی فرمایا: " واللہ! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکٰوۃ میں فرق کرتے ہیں۔"

مسیلمہ کذاب کے خلاف حضرت خالد بن ولیدؓ کی فتح اور حفاظ کرام صحابہ کی شہادت۔۔۔۔

حضرت زید بن ثابت کو قران مجید جمع کرنے کی ذمہ داری ۔۔۔۔۔۔۔وما علی الا البلاغ